بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المائدہ

(۹)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ، اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ، قَالَ: لَاَقْتُلَنَّكَ. قَالَ: اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْ

(تمھاری مخالفت میں اب یہ آمادۂ فساد ہیں، اے پیغمبر)، اِنھیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ سناؤ[۷۳]، جس طرح کہ وہ فی الواقع ہوا[۷۴]، جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی تو اُن میں سے ایک کی قربانی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی[۷۵]۔ (پھر جس کی قربانی قبول نہیں کی گئی)، اُس نے کہا: میں تجھے قتل کر دوں گا[۷۶]۔ دوسرے نے جواب دیا: اللہ تو اپنے اُنھی بندوں کی قربانی قبول کرتا ہے جو اُس سے ڈرنے

[۷۳] اصل میں لفظ 'نَبَا' آیا ہے۔ عربی زبان میں یہ کسی اہم واقعے یا حادثے کی خبر کے لیے آتا ہے۔ خدا کی زمین پر ایک حق پرست کے خون ناحق کا یہ پہلا واقعہ ہے، اِس لیے قرآن نے اس کو اِس لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

[۷۴] یعنی بے کم و کاست اور ٹھیک اُن حقائق کے مطابق جو اُس سے متعلق ہیں۔

[۷۵] اصل میں لفظ 'قربان' استعمال ہوا ہے۔ یہ صدقہ اور قربانی، دونوں کے لیے آتا ہے۔ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے جو چیز بھی اُس کے حضور میں پیش کی جائے، وہ قربان ہے۔ یہاں قرآن نے یہ وضاحت نہیں کی کہ ہابیل اور قابیل کو قربانی کی قبولیت یا عدم قبولیت کا پتا کس طرح چلا۔ اِس کی ایک صورت قرآن مجید نے سورۂ آل عمران

بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ، مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ، اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ

والے ہوں۷۶۔ تم مجھے قتل کرنے کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے تو (تم سے پہل کرکے) میں تمھارے قتل کے لیے تم پر ہاتھ اٹھانے والا نہیں ہوں، میں اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہوں۷۷۔ میں چاہتا ہوں کہ (تم

(۳) کی آیت ۱۸۳ میں یہ بیان فرمائی ہے کہ آسمان سے ایک آگ اترتی اور قبولیت کی علامت کے طور پر قربانی کو کھا لیتی تھی۔ بائیبل کا بیان، البتہ مختلف ہے، اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی:

''...اور خداوند نے ہابل کو اور اُس کے ہدیے کو منظور کیا، پر قائن کو اور اُس کے ہدیے کو منظور نہ کیا، اِس لیے قائن نہایت غضب ناک ہوا اور اُس کا منہ بگڑا۔ اور خداوند نے قائن سے کہا: تو کیوں غضب ناک ہوا، اور تیرا منہ کیوں بگڑا ہوا ہے؟ اگر تو بھلا کرے تو کیا تو مقبول نہ ہوگا؟ اور اگر تو بھلا نہ کرے تو گناہ دروازے پر دبکا بیٹھا ہے اور تیرا مشتاق ہے۔ پر تو اُس پر غالب آ۔'' (پیدایش ۴: ۴-۷)

[۷۶] یعنی بجاے اِس کے کہ وہ اپنی نیت کے کھوٹ کی طرف متوجہ ہوتا اور توبہ و اصلاح کے جذبے سے اپنے پروردگار کی طرف لوٹتا، اُس پر حسد کا دورہ پڑا اور اِس غصے میں کہ اُس کی قربانی قبول نہیں ہوئی، ہابیل کے درپے انتقام ہو گیا، دراں حالیکہ اُس کے قبول نہ ہونے میں ہابیل کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ بعینہٖ وہی ذہنیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں یہود کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ اپنے جرائم کی طرف متوجہ ہونے اور یہ سمجھنے کی کوشش کرنے کے بجاے کہ نبوت کا منصب اُن سے لے کر بنی اسمٰعیل کو کیوں دیا گیا ہے، وہ اپنے اِن بھائیوں کے درپے آزار ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔ قرآن نے یہ سرگزشت اِسی بنا پر اُن کو سنانے کے لیے کہا ہے۔

[۷۷] ہابیل نے یہ بات اپنے بھائی کو اصل حقیقت کی طرف توجہ دلانے کے لیے کہی ہے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اِس کی وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''...مطلب یہ ہے کہ تم اِس غصے میں کہ تمھاری قربانی قبول نہیں ہوئی، میرے قتل کے درپے ہو گئے ہو، حالاں کہ اِس میں نہ قصور میرا ہے نہ خداوند کا ہے، بلکہ سراسر قصور تمھارا اور تمھاری قربانی کا ہے۔ خداوند کے ہاں قربانی درخور قبول وہ ٹھیرتی ہے جو خدا سے ڈرنے والے بندے قربانی کے آداب و شرائط کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ یہ ضابطہ جس طرح تمھارے لیے ہے، اِسی طرح میرے لیے بھی ہے تو قربانی رد ہونے کا غم و غصہ ہے تو فکر تقویٰ کی کرو، نہ کہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

النَّارِ، وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ، فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ

نے میرے قتل کا ارادہ کرلیا ہے تو) اپنے اور میرے گناہ کا بار تمھی لے جاؤ[۷۹] اور دوزخی بن کر رہو۔ اِس طرح کے ظالموں کی یہی سزا ہے۔ ۲۷-۲۹

(اِس پر بھی وہ باز نہیں آیا اور) اُس کے نفس نے بالآخر اپنے بھائی کے قتل پر اُس کو آمادہ کرلیا[۸۰] اور

میرے قتل کرنے کی۔ میرے قتل کرنے سے تمھاری قربانی کی قبولیت کی راہ کس طرح کھلے گی۔''

(تدبرقرآن ۲/ ۴۹۷)

[۷۸] یعنی میں یہ جان لینے کے باوجود کہ تم میرے قتل کے درپے ہو، تمھارے قتل کے لیے پہل نہیں کروں گا، اِس لیے کہ میں اُس خدا سے ڈرتا ہوں جو کائنات کا پروردگار ہے اور جس نے انسان کے جان و مال اور آبرو کو حرمت عطا فرمائی ہے۔

[۷۹] اصل میں 'اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ' کے الفاظ آئے ہیں۔ عربیت کی رو سے دونوں میں مضاف محذوف ہے۔ ہم نے ترجمے میں اِسے کھول دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے اگر کوئی نقصان تمھیں پہنچ جائے تو اِس کا گناہ بھی تمھارے سر ہی ہوگا، اِس لیے کہ اِس کا سبب میں نہیں، بلکہ تمھی ہوگے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...یہ اُس اصول عدل کی طرف اشارہ ہے جو ایک حدیث میں 'فعلی البادی مالم یعتد المظلوم*' کے الفاظ سے بیان ہوا ہے۔ یعنی اگر مظلوم نے کوئی زیادتی نہیں کی ہے تو جو کچھ اُسے اپنی عزت کی حفاظت کے لیے کرنا پڑے، اُس کا بار گناہ پہل کرنے والے پر ہے۔ 'باثمی' کے ساتھ 'باثمك' مماثلت کے اُس اصول پر فرمایا ہے جو عربی زبان میں نہایت معروف ہے۔ مثلاً 'دناهم كما دانوا' یا 'جزاء سيئة سيئة مثلها'۔''

(تدبرقرآن ۲/ ۴۹۸)

[۸۰] اِس جملے سے قرآن نے اُس اندرونی کشمکش کو نمایاں کردیا ہے جو اول اول اِس ارادۂ قتل سے قابیل کے اندر پیدا ہوئی۔

[۸۱] یعنی خیر و شر کی اِس کشمکش میں شر فتح مند رہا اور وہ خود اُس سے مغلوب ہوکر ہمیشہ کے لیے نامراد ہوگیا۔

---

* مسلم، رقم ۶۶۸۳۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اللّٰـهُ غُرَابًا یَّبۡحَثُ فِی الۡاَرۡضِ لِیُرِیَهٗ کَیۡفَ یُوَارِیۡ سَوۡءَۃَ اَخِیۡهِ، قَالَ: یٰوَیۡلَتٰۤی اَعَـجَـزۡتُ اَنۡ اَکُـوۡنَ مِثۡـلَ هٰـذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوۡءَۃَ اَخِیۡ، فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾

اُسے مار کر وہ اُن لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اٹھانے والے ہیں[۸۱]۔ پھر اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اُس کو بتائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے[۸۲]۔ یہ دیکھ کر وہ بولا: ہائے میری کم بختی، میں اِس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش ہی چھپا لیتا۔ سو (اِس پر) وہ بے حد شرمندہ ہوا[۸۳]۔ ۳۰-۳۱

[۸۲] اللہ تعالیٰ کی طرف کوا بھیجنے کی یہ نسبت درحقیقت اُس سنت الٰہی کی نسبت ہے جس کے تحت خدا کی یاد سے غافل ہو جانے والے اِسی طرح شیطان کے حوالے کر دیے جاتے اور کووں سے الہام پاتے ہیں۔

[۸۳] ہابیل و قابیل کی اِس سرگزشت سے واضح ہے کہ دین و اخلاق کے بنیادی تصورات تک انسان کسی ارتقا کے ذریعے سے نہیں پہنچا، بلکہ یہ ابتدا ہی سے اُس کو تعلیم کر دیے گئے تھے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org